بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم سہ شنبہ

جلد ۳۲	۳۱ ماہ اخاء ۱۳۲۳ ہش	۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۳ھ	۳۱ اکتوبر ۱۹۴۴ء	نمبر ۲۵۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ ماہ اخاء - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۱/۲ ۷ بجے شام کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو آج حرارت ہو گئی۔ اور سر درد بھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔

— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی آج صاحبزادی امۃ الحفیظ کو دیکھنے کے لئے لاہور تشریف لے گئی ہیں — حضرت نواب محمد علیخان صاحب کو خون کا دورہ زیادہ ہے۔ احباب دعائے صحت کریں — ۲۸ اکتوبر جامعہ احمدیہ نے مولوی نور الحق صاحب انور اور مولوی نور احمد صاحب منیر کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی۔ جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر اعلیٰ کی صدارت میں طلبہ جامعہ احمدیہ کی طرف سے مولوی محمد عثمان صاحب نے اور اساتذہ کی طرف سے جناب مولوی ابو العطاء صاحب نے تقریریں کیں۔ جن کے جواب میں ہر دو مجاہدین نے شکریہ ادا کیا اور دعا کی درخواست کی۔ آخر پر صدر محترم نے مجاہدین کو پر درد لہجہ میں نہایت ضروری نصائح فرمائیں — کل شام کی گاڑی سے ہر دو مجاہدین عازم سفر ہو گئے۔ ایک کثیر مجمع سٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے موجود تھا۔ اس موقعہ پر بھی دعا کی گئی — افسوس ہاجرہ بیگم صاحبہ

روزنامہ الفضل قادیان ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ اپریل ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب

— مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

الہام ایک کلمہ اور دو لڑکیاں

عرض کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کا کیا مطلب ہے۔ کہ "اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز" یعنی ایک کلمہ اور دو لڑکیاں (تذکرہ ص ۵۳۷ و ص ۵۶۵)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ایک کلمہ سے مراد تو پیر منظور محمد صاحب کی وہ کتاب ہے جو انہوں نے مصلح موعود کے متعلق لکھی۔ اور دو لڑکیوں سے مراد بھی انہی کی دو لڑکیاں ہیں۔ گویا الہام میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ ان کی یادگار دو چیزیں ہونگی۔ ایک کلمہ ان کی یادگار ہو گا۔ اور دو لڑکیاں ان کی یادگار ہوں گی۔ چنانچہ ان کی ایک لڑکی حامدہ بیگم صاحبہ مرحومہ تھیں۔ جو سردار کرامداد خان صاحب ناشر سے بیاہی گئیں۔ اور ایک صالحہ بیگم صاحبہ ہیں۔ جو میر محمد اسحاق صاحب کی زوجیت میں آئیں۔ یہی دو لڑکیاں تھیں۔ جن کا الہام میں ذکر آتا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے فعل نے بھی بتا دیا۔ کہ اس سے مراد یہی دونوں تھیں باقی اس الہام سے یہ بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ پیر صاحب کے ہاں لڑکا نہیں ہوگا۔ کیونکہ الہام یہ ہے۔ "اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز" یعنی ایک کلمہ اور دو لڑکیاں۔ پس اس الہام نے تشریح کر دی۔ کہ یہ غلطی نہیں کھانی چاہئیے کہ پیر صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ بلکہ اس الہام سے مراد صرف یہ ہے۔ کہ وہ اس پیشگوئی کی طرف سب سے پہلے اشارہ کریں گے۔ چنانچہ ہماری جماعت میں سب سے پہلے مصلح موعود کے متعلق جو کتاب لکھی گئی۔ وہ پیر صاحب نے ہی لکھی ہے۔ اور اس کے متعلق یہ الہام تھا۔ اولاد انسان کی لئے چاہتا ہے۔ کہ وہ اس کی یادگار کے طور پر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ ان کی یادگار ایک کلمہ ہوگا۔ چنانچہ جب تک مصلح موعود کی پیشگوئی زیر بحث آتی رہے گی۔ یہ ذکر بھی ساتھ ہی آئے گا۔ کہ سب سے پہلے اس کا اظہار پیر منظور محمد صاحب نے کیا ہے ۔

شفعہ کا حق

مولوی عبد الاحد صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضور فیصلہ فرما چکے ہیں۔ کہ شفعہ بغیر اشتراک راستہ کے نہیں چل سکتا۔ راستہ سے مراد وہ راستہ ہے جو پرائیویٹ ہو۔ اور ان دونوں میں مشترک ہو۔ اس کے علاوہ کوئی شفعہ نہیں اس بارہ میں عرض یہ ہے۔ کہ کیا وہ شفعہ جو پرائیویٹ راستہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اس میں یہ ضروری ہے کہ صرف دو ہی شریک ہوں۔ یا دو سے زائد اشخاص بھی اگر پرائیویٹ راستہ میں شریک ہوں۔ تو انہیں حق شفعہ حاصل ہوگا ۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ شفعہ کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ کسی شخص کو حقیقی نقصان پہنچتا ہو۔ اگر دو سے زائد شرکا کو یہ نقصان پہنچتا ہو۔ تو پھر ہم فیصلہ کرینگے۔ کہ کس کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ اور مقدم حق شفعہ اسی کو حاصل ہوگا جس کو زیادہ نقصان پہنچتا ہو۔ اور اگر ضرر میں سب برابر ہوں۔ تو قاضی یہ بھی کر سکتا ہے۔ کہ مثلاً زمین یا مکان ان میں تقسیم کر دے اور وہ اپنا اپنا حق لے لیں ۔

خیار البلوغ کی مدت

عرض کیا گیا کہ خیار البلوغ کی کوئی مدت معین ہے۔ یا اس کی کوئی خاص میعاد نہیں ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ محض عقلی چیز ہے۔ عقلاً کسی لڑکی کے متعلق جتنا عرصہ ضروری سمجھا جائے گا۔ اس کے لئے ہم خیار البلوغ کی وہی میعاد قرار دینگے۔ اس میں سالوں یا عمر کی تعیین نہیں کی جا سکتی۔ خیار البلوغ کی تشریح آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو نہیں فرمائی۔ گزشتہ فقہاء نے کی ہے۔ اور چونکہ یہ تشریح فقہائے نے کی ہے۔ اس لئے ہر زمانہ کے فقہاء کو اختیار ہے۔ کہ وہ اس بارہ میں عقلی طور پر جو فیصلہ مناسب سمجھیں کریں۔ ایک وقت ایسا تھا جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد صحابہؓ کی تمام جماعت رہتی تھی۔ اور فتوے جماعت کے تمام افراد میں اسی وقت پھیل جاتا تھا۔ لیکن اب وہ زمانہ ہے۔ کہ لوگ دینی مسائل سے اکثر ناواقف ہوتے ہیں۔ اس ناواقفیت کی بناء پر جتنی دیر ضروری سمجھی جائے گی۔ اس کو ملحوظ رکھنا پڑے گا۔ کیونکہ دینی مسائل سے ناواقفیت خود اپنی ذات میں ایک ایسی چیز ہے جو فتویٰ کو بدل دیتی ہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک عورت پر الزام لگایا گیا۔ کہ اس نے بدکاری کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے خاوند کو بلایا۔ اور اسے سمجھایا۔ کہ یہ اس قسم کی جاہل عورت ہے۔ کہ اسے پتہ ہی نہیں کہ دین کیا ہوتا ہے۔ اور اخلاق کیا ہوتے ہیں۔ ایسی عورت پر شریعت کا وہ فتوےٰ نہیں لگیگا جو اس عورت پر لگ سکتا ہے جسے شریعت کا علم ہو۔ اور اسلامی احکام سے واقفیت رکھتی ہو۔ تو جو چیز علم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ وہ ہر زمانہ میں حالات کے اختلاف کے ساتھ بدلتی چلی جائیگی قاضی کے معنی ہی یہی ہیں۔ کہ وہ حالات کو بھی دیکھتا ہے۔ صرف لفظی فتوےٰ نہیں دیکھتا۔ پس خیار البلوغ کے معاملہ میں ایک قاضی محض میعاد کو ذہن میں رکھ کر فیصلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسے یہ بھی دیکھنا پڑے گا۔ کہ اس عورت کو کتنی دیر کے بعد اس مسئلہ کا علم ہوا۔ ممکن ہے ایک عورت ایسی ہو۔ جسے اس مسئلہ کا علم ہی نہ ہو۔ یا اس مسئلہ کا تو اسے علم ہو۔ مگر یہ معلوم نہ ہو۔ کہ اسے اپنا حق فوراً استعمال کرنا چاہیئے۔ اگر اسے

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر غلام نبی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۸۔ اخاء ۱۳۲۳ھش مطابق ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء

آج بعد نماز مغرب جب مسجد مبارک میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان منعقد ہوئی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک لمبے عرصہ کے بعد نعمت حاصل ہوئی ہے۔ حالانکہ حضور کی علالت اور ڈلہوزی کے قیام کی وجہ سے کوئی زیادہ دن نہیں گذرے۔

آج کی مجلس مسجد مبارک کے اندر منعقد ہوئی جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد کی توسیع کا ضروری کام ختم ہو چکا ہے۔ اور اب مسجد پہلے کی نسبت دوگنی سے بھی زیادہ وسیع ہو چکی ہے۔ اس وجہ سے حاضرین بڑی سہولت اور آرام کے ساتھ بیٹھے۔ گزشتہ شدید گرمی کے ایام میں جب یہ مجلس مسجد کی چھت پر منعقد ہوا کرتی اور اسوقت توسیع نہ ہوئی تھی تو جائے تنگ و مردمان بسیار کی وجہ سے بیحد تنگی کے ساتھ بیٹھنا پڑتا۔ مگر اس میں بھی ایک لطف تھا سر سے پاؤں تک پسینہ بہتا تھا۔ روشنی کے کیڑے کثرت سے آتے اور اوپر گرتے تھے۔ جگہ کی اس قدر قلت تھی کہ پہلو بدلنا بھی مشکل ہوتا تھا۔ مگر خدام پروانہ وار اپنے امام کے گرد جمع ہوتے۔ اور اس سکون۔ اس خاموشی اور اس دلچسپی کے ساتھ آخر تک بیٹھے رہتے۔ کہ گویا پتھر کے بت ہیں۔ جن کے چہروں پر مسرت اور خوشی کھیل رہی ہے۔ اب ایک تو موسم خوشگوار اور سرد ہوتا جا رہا ہے۔ دوسرے خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد مبارک بہت وسیع ہو چکی ہے۔ اور یہ آرام و آسائش کے سامان خدا تعالیٰ نے بہم پہنچا دیئے ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس مجلس کے فیوض اور برکات سے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنیکی کوشش کریں۔

آج حضور نے اپنے چند ایک رویا بیان فرمائے۔ جو جماعت کی غیر معمولی ترقی اور اہم وقتی امور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انشاء اللہ الفضل میں مفصل شائع کئے جائیں گے۔

مسجد مبارک کے توسیع شدہ حصہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔ کیا شاندار مسجد ہے۔ اب بجلی بھی جلد لگ جانی چاہیئے۔ اسی ذکر میں فرمایا۔ اس مسجد کی مزید توسیع کا ابھی سے خیال رکھنا چاہیئے۔

فرمایا۔ جہاں اب مدرسہ احمدیہ ہے۔ میرا منشا ہے۔ کہ وہاں مرکزی دفاتر بن جائیں۔ اور سارے دفاتر ایک جگہ ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں جو بجلی کی سی روشنی دیکھی۔ اسکے ایک معنے یہ بھی ہیں۔ کہ قادیان کو ترقی حاصل ہوگی۔ آبادی بڑھیگی لیکن ایک معنی یہ بھی ہیں۔ کہ یہاں ایسے دفاتر بنیں گے جنکے ذریعہ نور اسلام دنیا میں پھیلیگا۔

فرمایا۔ یہ ہمیشہ میرے دل پر بوجھ رہتا ہے۔ کہ جس رنگ میں خدا تعالیٰ نے دنیا کی نگرانی اور تربیت کا کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ اسکے لحاظ سے دفاتر بنانے کے لئے ہمارے پاس جگہ ہے ہی نہیں۔ اور قادیان کی پرانی آبادی سے باہر دفاتر لیجانے کو جی نہیں چاہتا۔ اسوقت جس قدر زمین مد نظر ہے۔ اس میں صرف ہزار کے قریب کمرے بن سکتے ہیں۔ مگر جس لحاظ سے ترقی ہونی ہے۔ یہ کافی نہیں۔

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے عرض کیا۔ حضور! اگر بنیادیں مضبوط بنائی جائیں تو اوپر بھی مکان بن سکتے ہیں۔ امریکہ میں ایک سو دو منزلوں تک کے مکان بنے ہوئے ہیں۔

فرمایا۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ اگر تبلیغ کے کام کو وسیع کیا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رویا کے مطابق لاکھ مبلغ کام کرنیوالے ہوں۔ تو مرکز میں دس ہزار کلرک کام کرنیوالے ہونے چاہئیں۔ جو مبلغین کے لئے ضروری سامان بہم پہنچائیں۔ اور ضروری انتظامات کریں۔

ایک صاحب نے عرض کیا۔ کہ تحصیل خوشاب کے پہاڑی علاقہ کے لئے مبلغ کی ازحد ضرورت ہے۔

فرمایا۔ وہاں سے درخواست بھی آئی ہے۔ مگر وہ لوگ اپنے علاقہ کا مبلغ چاہتے ہیں۔ مگر مجھے یہ طریق پسند نہیں۔ اس میں بعض سہولتیں بھی ہیں۔ مگر خرابیاں زیادہ ہیں۔

خاکسار غلام نبی

اس بات کا بھی علم نہیں ہوگا۔ کہ اسے اپنا حق فوراً استعمال کرنا چاہیئے تھا۔ تو اس صورت میں بھی فتوے بدل جائے گا۔ شریعت کے احکام ہمیشہ حالات کے مطابق بدل جاتے ہیں۔ شریعت کہتی ہے۔ تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو لیکن ایک بیمار آتا ہے۔ تو اسے کہتی ہے تم بیٹھ جاؤ کھڑے ہو کر مت پڑھو۔ جب شریعت کے اصولی احکام حالات کے مطابق بدل جاتے ہیں۔ تو جن چیزوں میں ہم قیاس سے کام لیتے ہیں اور جو نصوص صریحہ میں شامل نہیں ہیں وہ کیوں نہیں بدل سکتیں۔ قاضیوں کا تقرر تو اسی لئے کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ایسے مسائل کی زمانہ کے حالات کے لحاظ سے تفسیر کریں۔ یہی دیکھو ایک عورت نے زنا کیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لحاظ سے سزا کی اہمیت گرا دی اور فرمایا۔ یہ عورت ایسی جاہل اور وحشی ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں کہ دین کیا ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ایک شخص کو کہا جائے کہ تم نے ایسی عورت سے کیوں شادی کی۔ مگر بہرحال جب وہ شادی کر چکا اور جب وہ عورت ایسی ہے جسے دین کا کچھ بھی علم نہیں تو اس کے حالات کے لحاظ سے شریعت کا فتویٰ بدل جائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس کے خاوند کو بلوا کر کہا کہ تم اس عورت کو اپنے گھر میں رکھو۔

یورپ میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ

عرض کیا گیا کہ کیا یورپ میں شریعت کا نفاذ کرتے وقت بھی اس امر کو ملحوظ رکھا جائیگا کہ لوگوں کو پہلے اسلامی احکام کا علم ہونا چاہیئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ یہ ضروری بات ہے کہ وہاں شریعت کا نفاذ بہرحال لوگوں کے علم کے بعد ہی ہوگا۔ اگر بغیر اس کے کہ انہیں شرعی احکام کا علم ہو یا انہیں معلوم ہو کہ ان احکام کے توڑنے پر شریعت ان کے لئے کیا سزائیں تجویز کرتی ہے۔ ان پر اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں تو یہ درست نہیں ہوگا۔ مگر علم ہونا اور چیز ہے۔ اور کسی بات کا عادی ہونا اور چیز ہے۔ میں نے صرف علم کا ذکر کیا ہے یہ نہیں کہا کہ جب تک وہ اسلامی قوانین کو برداشت کرنے کے عادی نہ ہو جائیں تب تک احکام شریعت کا ان پر نفاذ نہیں ہوگا۔ علم کا دینا انہیں بہرحال ضروری ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یورپین عورتوں کے متعلق یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ چادر کو حلقہ کے طور پر کرکے اپنے سر کے بالوں کا کچھ حصہ پیشانی اور زنخدان کے ساتھ بالکل ڈھانک لیں اور ہر ایک زینت کا مقام ڈھانک لیں..... اس قسم کے پردہ کو انگلستان کی عورتیں آسانی سے برداشت کر سکتی ہیں۔ اور اس طرح پر سیر کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۴ ع۱ ص۱۷)

یہ پردہ کے متعلق وہ فتویٰ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یورپین عورتوں کے متعلق دیا اور جسے ابتداءً ان میں جاری کیا جا سکتا ہے۔ اب اگر یہ فتویٰ ہم انہیں بتا دیتے ہیں۔ تو اس علم کے بعد جو عورت بھی ان میں سے پردہ نہیں کرے گی وہ سزا کی مستحق ہوگی۔ میں اس بات کا قائل نہیں۔ کہ باوجود دوسروں کے علم کے ہم یہ کہنے لگ جائیں کہ چونکہ وہ ان امور کو برداشت کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ اس لئے شریعت کے ان حصوں میں ان کے ساتھ رعایت کی جائے۔ شریعت کی تبدیلی ہے۔ جو جائز نہیں ہے۔

عدم علم اور قانون

عرض کیا گیا کہ عدم علم تو قانون میں حارج نہیں ہوتا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ عدم علم قانون میں حارج نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ایسا فعل کرتا ہے۔ جس کا ملک یا قوم کو ضرر پہنچتا ہے۔ تو وہاں قاضی کا فرض ہے۔ کہ اس مجرم کو سزا دے۔ عدم علم قانون کے نفاذ میں حارج نہیں ہوگا لیکن یہاں اس فعل کا سوال ہے۔ جو ذاتی ہو۔ اس میں علم کا ہونا ضروری ہے۔

زانیہ کو گھر میں رکھنے کا کیوں حکم دیا گیا

عرض کیا گیا کہ زنا تو بہت بری چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت کے خاوند کو یہ کیوں کہا کہ وہ اسے گھر میں رکھے۔

حضور نے فرمایا۔ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو تو جماعت میں یہ توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ عورتوں کو علم دین سکھائے۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ جماعت بعض دفعہ اپنی حالت پر مطمئن ہو جاتی ہے اور وہ کہتی ہے۔ کہ بیشک عورتیں جاہل ہیں ہمیں ان کی تعلیم کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے موقعہ پر اگر کوئی تلخ گھونٹ جماعت کو پلایا جائے تو یہ نتیجہ کے لحاظ سے مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ لوگ پھر اس امر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ کہ ہر شخص کو علم سکھایا جائے بہرحال کسی فرد کا فعل اتنا قابل ملامت نہیں ہو سکتا جتنا ایک قوم کی قوم کو جاہل رکھنا قابل ملامت ہے۔

رویت الٰہی

عرض کیا گیا کہ رویا و کشوف میں اللہ تعالیٰ کی رویت زیادہ تر انسانی شکل میں کیوں ہوتی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ اول اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوق بنایا ہے۔ دوسرے اس لئے کہ رویت باری کے نظارہ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ بندے کا خدا کے ساتھ لگاؤ پیدا ہو جائے اور انسان کو انسان کی صورت سے ہی لگاؤ ہو سکتا ہے۔ اگر ایک اچھی بھینس کی شکل میں کوئی ایسا نظارہ دکھایا جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا نہیں ہوگی۔ پھر یہ بھی صحیح نہیں کہ زیادہ تر انسانی شکل میں ہی رویت باری تعالیٰ ہوتی ہے۔ میں نے زیادہ تر خدا تعالیٰ کو نور کی صورت میں دیکھا ہے۔

کبھی اللہ تعالےٰ کی تجلی بجلی کی تیز روشنی کی طرح مجھے دکھائی دی ہے۔ مگر اس میں اس قسم کی تیزی اور حدت نہیں ہوتی۔ جیسے بجلی کی روشنی میں ہوتی ہے۔ بلکہ وہ روشنی اپنے اندر ایک سکون اور راحت رکھتی ہے اور کبھی اللہ تعالےٰ کو میں نے ایک نور کے ستون کی شکل میں دیکھا ہے۔ جسے دیکھ کر آنکھیں راحت پاتی تھیں۔ بہرحال میں نے اللہ تعالےٰ کو ان صورتوں میں زیادہ دیکھا ہے۔ بہ نسبت انسانی شکلوں میں دیکھنے کے

ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ

عرض کیا گیا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ کہ ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

حضور نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ کی صورت اس کی وہ صفات ہیں جو دنیا میں ظاہر ہوئی ہیں صورت سے مراد اس کی کوئی جسمانی صورت نہیں بلکہ اس کا رب العالمین ہونا اس کا رحمٰن ہونا۔ اس کا رحیم ہونا۔ اس کا مالک یوم الدین ہونا اس کا غفار ہونا۔ اس کا ستار ہونا۔ اس کا رزاق ہونا۔ اس کا ودود ہونا اس کا کریم ہونا یہ اس کی صورت ہے۔ پس اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو ایسا بنایا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی ساری صفات اپنے اندر پیدا کرنے کا ملکہ رکھتا ہے۔ انسان رب العالمین بھی بن سکتا ہے انسان رحمٰن بھی بن سکتا ہے۔ انسان رحیم بھی بن سکتا ہے۔ انسان مالک بھی بن سکتا ہے۔ انسان ستار بھی بن سکتا ہے۔ انسان غفار بھی بن سکتا ہے۔ انسان ودود بھی بن سکتا ہے۔ انسان کریم بھی بن سکتا ہے۔ غرض جتنا جتنا وہ اللہ تعالےٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرتا چلا جائے گا۔ اتنا ہی وہ کامل انسان بن جائے گا۔ اسی لئے ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انسان کامل کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی زیادہ سے زیادہ صفات اپنے اندر پیدا کر لیں۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آپ کی آنکھیں اتنی تیز تھیں۔ کہ اور لوگوں کی آنکھیں اتنی تیز نہیں تھیں۔ یا آپ کے کان اتنے تیز تھے۔ کہ اور لوگوں کے کانوں سے آپ زیادہ باتیں سن لیتے تھے۔ یا آپ کی ناک میں ایسی حس پائی جاتی تھی۔ جو دوسروں کی ناک میں نہیں پائی جاتی تھی۔ یا آپ کا جسم اتنا نازک تھا کہ آپ لطافت یا سختی کو دوسروں سے زیادہ محسوس کرتے تھے۔ یا گرمی سردی کو آپ اتنا محسوس کرتے تھے۔ کہ دوسرے لوگ گرمی سردی کو اتنا محسوس نہیں کرتے تھے۔ یا آپ اتنا تیز چل سکتے تھے۔ کہ دوسرے اتنا تیز نہیں چل سکتے تھے۔ انسان کامل کا یہ مفہوم نہیں تھا۔ بلکہ مطلب یہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صفات کو جتنا آپ نے اپنے اندر جذب کیا۔ اور جتنا صفات الٰہیہ کا ظہور آپ کے ذریعہ ہوا۔ اتنا ظہور اور کسی سے نہیں ہوا۔ پس اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔ کہ انسان میں اللہ تعالےٰ نے یہ مقدرت رکھی ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے رب العالمین ہونے اس کے رحمٰن ہونے اس کے رحیم ہونے اس کے مالک ہونے۔ اس کے ستار ہونے اس کے غفار ہونے۔ اس کے ودود ہونے۔ اس کے محی ہونے اور اس کے ممیت ہونے کی صفات اپنے اندر پیدا کرلے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چونکہ سب سے زیادہ اپنے اندر ان صفات کو جذب کیا۔ اور دنیا میں ان صفات کا اظہار کیا۔ اس لئے ہم آپ کو انسان کامل کہتے ہیں۔ یعنی صفات باری اپنے اندر پیدا کرنے اور پھر دنیا میں ان کا اظہار کرنے کے لحاظ سے انسان میں جو قابلیتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ سب سے بڑھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پائی جاتی تھیں پس ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان کے اندر اللہ تعالےٰ نے صفات الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کی قابلیت رکھی ہے۔ جو انسان ان صفات کو اپنے اندر زیادہ پیدا کرتا۔ اور دنیا میں ان کا زیادہ اظہار کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی لئے صوفیاء نے کہا ہے۔ کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے خدا کی معرفت حاصل کرلی۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ جس شخص نے ان صفات خاصہ کا احساس کر لیا۔ جو اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کے اندر پیدا کی ہیں۔ اور ان دبی ہوئی قوتوں کو اس نے ابھارا۔ اور ان سے صحیح طور پر کام لیا۔ اس نے خدا کو پا لیا۔ کیونکہ ع

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

جو شخص رب العالمین کی صفت اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی رب العالمین کی صفت کو زیادہ پہچانتا ہے۔ جو شخص رحمانیت کی صفت اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے وہ خدا تعالےٰ کی رحمانیت کی صفت کو زیادہ پہچانتا ہے۔ جو شخص رحیمیت کی صفت کو اپنے اندر زیادہ پیدا کر لیتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی رحیمیت کی صفت کو زیادہ پہچانتا ہے غرض جتنا جتنا کوئی شخص صفات الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اتنا ہی اس کا عرفان بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ یہ لازمی بات ہے۔ کہ جو شخص ربوبیت کا مادہ اپنے اندر نہیں رکھتا ہوگا۔ وہ کمزوروں کی تربیت کرنے یا لوگوں کو علم پڑھانے یا ان کی ترقی کا خیال رکھنے کی طرف بھی توجہ نہیں کرے گا۔ اور اس وجہ سے اسے خدا تعالےٰ کی رب العالمین کی صفت کے ظہور میں بھی کوئی لذت محسوس نہیں ہوگی۔ وہ شخص جس نے اپنے اندر رحمانیت کے مادہ کو نہیں ابھارا۔ یہ لازمی بات ہے۔ کہ جب دنیا میں خدا تعالےٰ کی رحمانی صفات ظاہر ہوں گی۔ تو ان سے اسے کوئی لذت نہیں آئے گی۔ کیونکہ شکریہ کا مادہ اس کے اندر ہوتا ہی نہیں۔ لوگ اس سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ تو وہ اندھوں کی طرح گزر جاتا ہے۔ کبھی اسے احساس ہی نہیں ہوتا۔ کہ میں لوگوں کا شکریہ ادا کروں۔ دنیا میں بہت سی طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جتنا ان سے حسن سلوک کرو۔ وہ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا حق تھا۔ انہیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ دوسروں کا بھی ان پر کوئی احسان ہے ایسے انسان کے دل میں خدا تعالےٰ کی رحمتوں کی بھی کوئی قدر نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ اپنی حماقت کی وجہ سے اس خیال میں مبتلا رہے گا۔ کہ گویا خدا نے اس کا کوئی قرضہ دینا تھا جو دے رہا ہے۔ ورنہ اس پر خدا کا احسان نہیں ہے۔

پس جتنا جتنا کوئی انسان اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔ اتنا ہی اس کے مقابل کی صفات کا احساس اس کے اندر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور جب انسان اپنے نفس کی ساری خصوصیات کو پہچان لیتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کی ساری صفات کو بھی پہچان لیتا۔ اور اس کا عارف بن جاتا ہے۔ پس صوفیاء کا یہ مقولہ کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ درحقیقت اس حدیث کی تشریح ہے۔ کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے چونکہ انسان کی صورت وہی ہے، جو خدا کی ہے۔ اس لئے جب انسان اپنی صورت پہچان لیتا ہے۔ تو خدا کا عرفان بھی اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کو دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے۔ اور سمجھ لیتا ہے۔ کہ یہ شکل تو وہ اپنے نفس میں پہلے ہی دیکھ چکا ہے۔

دعا اور مسمریزم میں فرق

ایک دوست نے عرض کیا کہ دعا کرنے والا بھی توجہ سے دعا کرتا ہے۔ اور مسمریزم کرنے والا بھی توجہ سے کام لیتا ہے۔ پھر ان دونوں میں فرق کیا ہوا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا مسمریزم کرنے والا تو کہتا ہے۔ میں اپنی توجہ اور طاقت سے ایسا کرتا ہوں۔ اور دعا کرنے والا کہتا ہے خدایا میں کمزور ہوں۔ میرے اندر کوئی طاقت نہیں۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں۔ کہ تو میرا فلاں کام کر دے۔ ان دونوں کا بھلا جوڑ ہی کیا ہے۔ اگر بیماری سے شفا کا معاملہ لے لو۔ تو اس میں بھی مسمریزم کرنے والا کہتا ہے میں تجھ کو شفا دیتا ہوں۔ اور دعا کرنے والا کہتا ہے۔ خدایا تو مجھ کو شفا دے۔ کیا کوئی بھی شخص ایسا ہے۔ جو ان دونوں کو ایک چیز قرار دے سکے۔ اگر مسمریزم کرنے والا دوسرے کو یہ کہے۔ کہ میں تمہیں شفا نہیں دے سکتا۔ خدا ہی ہے۔ جو شفا دے گا۔ تو پھر بے شک اسے دعا کے مشابہ سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن مسمریزم کرنے والا تو کہتا ہے۔ تم یقین رکھو کہ میں تمہیں شفا دوں گا۔ اور دعا کرنے والا عاجزی کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے دعا کر رہا ہوتا ہے۔ ان دونوں میں جوڑ ہی کیا ہوا۔ کہ ایک کو دوسرے کے مشابہ سمجھا جا سکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولوی محمد علی صاحب کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پر افترا

بحث کرنا تم سے کیا حاصل کہ جب تم میں نہیں ٭ روح انصاف و خداترسی کہ ہے دین کا مدار

مولوی محمد علی صاحب کے جھوٹے الزامات

کچھ عرصہ ہوا مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور آپ کی جماعت کے خلاف بڑی شدومد سے کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو منسوخ کرنے کا الزام لگایا۔ اس پر جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مولوی صاحب کو دعوت مباہلہ دی۔ تو مولوی صاحب اس پیالہ کو تو ٹال گئے۔ مگر اپنے ایک چیلنج کو "پیغام صلح" میں ایک چوکھٹے میں شائع کرنا شروع کر دیا۔ اس چوکھٹے والے مضمون میں انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف تین باتیں منسوب کر کے انہیں جھوٹ اور افترا قرار دیا۔ اور ان پر مباحثہ بلکہ مباہلہ کے چیلنج کا بار بار اعادہ شروع کر دیا۔ تا پیغام صلح کے ذریعہ مولوی صاحب کے ہواخواہوں کی تسلی ہوتی رہے۔ کہ مولوی صاحب تو مباحثہ بلکہ مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ مگر درحقیقت ان کی طرف سے یہ مباحثہ اور مباہلہ کا چیلنج محض ایک ڈھونگ تھا۔ چونکہ مولوی صاحب نے ان الزامات پر مباحثہ بلکہ مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اس لئے "الفضل" کو یہ حق پہنچتا تھا کہ مولوی صاحب سے ان الزامات کا حوالہ طلب کرے۔ جب الفضل نے حوالہ طلب کیا تو اس پر "پیغام صلح" کے خوش اخلاق ایڈیٹر صاحب نے ایسے مطالبہ کو الفضل کی انتہا درجے کی بے وقوفی قرار دیا۔ اور پھر جب الفضل نے اپنے مطالبہ کی معقولیت پر زور دیا۔ تو جناب مولوی محمد علی صاحب جوش میں آ گئے اور انہوں نے ڈلہوزی سے اپنے ۲۲ ستمبر کے خطبہ میں جو "پیغام" ۴ اکتوبر میں شائع ہوا۔ "الفضل" کے ایسے مطالبہ کو کمال چالاکی قرار دیدیا۔ اور آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا ذکر کرتے ہوئے کہا "وہ کھلی چٹھی جس میں حوالے موجود ہیں ان کی خدمت میں بھی رجسٹری کر کے بھیجی گئی اور میاں صاحب کو بھی رجسٹری کر کے بھیجی گئی"۔ مگر عجیب بات ہے اسی خطبہ میں تو اپنے پہلے الزام کے الفاظ میں بھی تبدیلی کر لی۔ مگر اسی اخبار میں چوکھٹا کے اندر پھر پہلے ہی الفاظ قائم رکھے۔ بہرحال ان کے الزامات کی حقیقت درج ذیل ہے۔

پہلا الزام

مولوی صاحب کا پہلا الزام جسے وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا جھوٹ اور افترا قرار دیتے ہیں چوکھٹے والے مضمون کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"جناب میاں صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعوے میں یہ تبدیلی کی۔ کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوے نبوت کر دیا اور اپنی سالقہ سالہا سال کی انکارِ نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا"۔

چونکہ "الفضل" کے نزدیک ایسے الفاظ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے کبھی نہیں فرمائے اور نہ لکھے۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب کا ان الفاظ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا "الفضل" کے نزدیک مولوی صاحب کا اپنا ایک جھوٹ اور افترا تھا۔ اور موضوع بحث صاف کرنے کے لئے الفضل اس کے حوالہ کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب تھا۔

الزام میں تبدیلی

لیکن چونکہ یہ الفاظ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے نہ تھے۔ اس لئے مولوی صاحب نے اپنے محولہ بالا خطبہ جمعہ میں اپنے پہلے الزام کے ذکر میں مندرجہ بالا الفاظ بدل کر مندرجہ ذیل بات منسوب کر دی:۔

"میاں صاحب اسبات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے نبوت کی تعریف کو تبدیل کر کے دعویٰ نبوت کیا اور اپنی سالقہ تحریروں کو جو انکار نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ کر دیا۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ پر افترا ہے"۔

ان دونوں عبارتوں میں نمایاں فرق اور اختلاف ہے۔ پہلی عبارت میں تعریف نبوت کی تبدیلی کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ دعوے میں تبدیلی کا ذکر ہے۔ مگر دوسری عبارت میں اس کی بجائے تعریف نبوت میں تبدیلی کا ذکر ہے۔ پھر پہلی عبارت میں "مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوے نبوت کر دیا" کا ذکر موجود ہے۔ جو دوسری عبارت میں نہیں۔

مولوی صاحب کی اخلاقی اور روحانی موت

علاوہ ازیں مولوی صاحب نے اپنے محولہ بالا خطبہ جمعہ میں "الفضل" کے حوالہ کے متعلق مطالبہ کو جس کے لئے "الفضل" بالکل حق بجانب تھا "الفضل" کی "کمال چالاکی" قرار دیا ہے۔ لیکن خود یہ کمال دکھایا کہ بجائے مطلوبہ عبارت کا حوالہ دینے کے یہ کہدیا کہ حوالے کھلی چٹھی میں موجود ہیں۔ دوسرے کی آنکھ میں تنکا تلاش کرنے سے پہلے اپنی آنکھ کے شہتیر کو ملاحظہ نہ کرنے کی ضرب المثل ایسے ہی حالات پر صادق آتی ہے۔ مولوی صاحب کے کھلی چٹھی کا حوالہ دینے پر جب میں نے اس کا مطالعہ کیا تو میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کی چوکھٹا میں پیشکردہ عبارت جو انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کی ہے۔ اس کے حوالہ کا ذکر تو درکنار خود یہ عبارت ہی اس چٹھی میں موجود نہیں۔ اب اس کا نام مولوی صاحب کے الفاظ میں ان کی کمال چالاکی رکھا جائے یا کچھ اور یہ فیصلہ خود مولوی صاحب پر ہی چھوڑتا ہوں۔ کیا مولوی صاحب میں یہ جرأت ہے۔ کہ وہ حلفیہ بیان دیں کہ پہلے مطالبہ کی جس عبارت کو انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کا حوالہ یا وہ عبارت من و عن ان کی کھلی چٹھی میں موجود ہے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب تادم زیست ایسے حلفیہ بیان کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔ اور ان کی خاموشی اس بات پر دلیل ہوگی کہ ان کا اس تحریر کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا درحقیقت ان کی اخلاقی اور روحانی موت کا ثبوت ہے۔ (یہ موت کا لفظ جناب مولوی صاحب کی ہی اصطلاح ہے۔ جو انہوں نے بار بار کھلی چٹھی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عقائد کے متعلق استعمال کی ہے۔)

غیر معقول عذر

اگر مولوی صاحب یہ عذر کریں کہ الفاظ تو بیشک حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے نہیں مگر میں نے اپنے الفاظ میں ان کے عقائد کا مفہوم یا نتیجہ پیش کیا ہے۔ تو پھر بھی ان کا کمال ہی ظاہر ہوگا خواہ کسی رنگ کا ہو۔ کیونکہ "الفضل" نے اپنے مطالبہ میں صاف کہدیا تھا کہ یا تو مولوی صاحب من و عن الفاظ کا حوالہ دیں۔ یا پھر یہ اعتراف کریں کہ یہ الفاظ انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عقائد کے متعلق مفہوماً لکھے ہیں۔ مگر خطبہ جمعہ میں مولوی صاحب نے یہ بات پیش کرنے کی بجائے چوکھٹے میں درج کردہ الفاظ کے حوالے کے لئے اپنی کھلی چٹھی کو پیش کیا ہے۔ جس کے صاف یہ معنے ہیں کہ خطبہ جمعہ دیتے ہوئے مولوی صاحب اپنے ایسے عذر کو مخفی رکھنا چاہتے تھے تا مباحثہ و مباہلہ کے اعلان کا ڈھونگ کچھ دن اور جاری رہ سکے۔

مباحثہ کے اعلان سے مولوی صاحب کی غرض

پس جب مولوی صاحب کے اس پیش کردہ الزام اور اس پر بحث و مباہلہ کے مطالبہ کے متعلق مولوی صاحب کی نیت اور تقویٰ کی یہ حالت ہے تو پھر ان سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا بحث کرنا اپنے گرامی قدر اوقات کا ضیاع ہے۔ ہاں اگر مولوی صاحب کو صفائی کی نیت سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بحث مطلوب ہوتی تو عرصہ ہوا اس کے متعلق فیصلہ کن مباحثہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ آمادگی کا اعلان کر چکے ہیں۔ مولوی صاحب بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاتے اور حیلوں بہانوں سے اس بحث کو خود ٹال کر الٹے یہ رٹ نہ لگاتے رہتے کہ جناب میاں صاحب مباحثہ کرنے کے لئے میدان میں نہیں نکلتے۔ حقیقت یہ ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکی ہے۔ کہ ایسے مباحثات کی دعوت میں جناب مولوی صاحب کی نیت بخیر نہیں ہوتی بلکہ اپنے ہمنواؤں کے سامنے محض اپنی نمائش اور اظہار تعلی مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صاف اقرار موجود ہے۔ کہ بارش کی طرح وحی الٰہی نے آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت رکھنے کے عقیدہ پر قائم نہیں رہنے دیا بلکہ اس کے ساتھ متضاد اور متناقض عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور آپ نے اس کی علت صریح طور پر نبی کا خطاب دیا جانا قرار دی ہے۔ تو ایسی واضح بات کے ہوتے ہوئے انہیں درحقیقت مباحثہ کی جرأت بھی کیسے ہو سکتی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا افترا

اب ایک آخری بات اس مطالبہ کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کسی تحریر و تقریر میں یہ الفاظ نہیں کہے جو مولوی صاحب نے چوکھٹا والے مضمون میں آپ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا اس بارہ میں یہ مذہب ہے۔ کہ تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ شروع سے لیکر آخر تک ایک ہی رہا ہے۔ اور اس حقیقت کے لحاظ سے آپ درحقیقت شروع دعوے سے ہی مدعی نبوت ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"خدام الاحمدیہ کا کام کوئی معمولی کام نہیں۔ یہ نہایت ہی اہمیت رکھنے والا کام ہے"

"خدام الاحمدیہ جیسی جماعت کا وجود ایک نہایت ہی ضروری اور اہم کام ہے"

کام کی اہمیت خود کام اور پھر ان الفاظ سے واضح ہے۔ کہ جس میں حضور نے سلسلہ کے نوجوانوں کے سامنے اس کام کو پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ اب جبکہ ہندوستان میں رہنے والے سلسلہ کے نوجوانوں کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ میں شمولیت لازمی قرار دی گئی ہے۔ ان سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ جلد ہی اس تنظیم میں شامل ہوکر اپنی عملی مساعی سے ان تمام خدمات کو اس طریق پر سرانجام دیں گے۔ کہ ہم سب اپنے آقا کے منشاء مبارک کو پورا کرنے والے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ

درخواست دعاء

میری لڑکی امۃ الوکیل عمر اٹھارہ ماہ عرصہ چار ماہ سے سر میں پھوڑے نکلنے کی وجہ سے بیمار ہے۔ کمزوری بے حد بڑھ چکی ہے۔ اور ڈاکٹر تقریباً ناامیدی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اب صرف دعا ہی پر انحصار ہے۔ احباب نہایت درد دل سے صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار مرزا منیر احمد ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

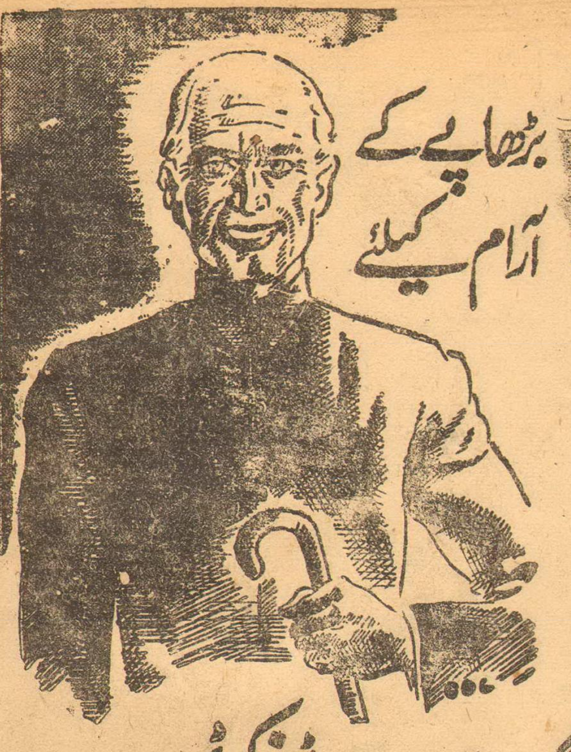

۱۰۰۰ روپے کے بدلے ۱۵۰۰ روپے۔

۱۲ برس بعد سرمائے میں ۵۰ فیصدی اضافہ۔ آپ ۱۰ روپے سے لے کر ۵۰۰۰ روپے تک پوسٹ بیورو سے ساتھ۔ نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹس میں لگا سکتے ہیں۔

انکم ٹیکس معاف

نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹس

حکومت کے مقرر کردہ ایجنٹوں یا کسی سیونگز بیورو یا پوسٹ آفس سے خریدیے

1926

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سردیاں آگئیں!

اونی مفلر۔ سوئیٹر اور جرابیں تیار ہوگئیں!!

آئیے اور سردیوں کے تحفے حاصل کیجئے

مال مضبوط۔ دام سستے۔ ڈیزائن عمدہ

سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

هاں اس حقیقت کو ایک وقت تک آپ جزدی نبوت اور ناقص نبوت یا محض محدثیت قرار دیتے رہے مگر بعد میں آپ پر انکشاف ہوا۔ تو آپ نے نبی کا لفظ صراحتہً اختیار فرمالیا۔ اور اسے جزدی نبوت یا نبوت ناقصہ یا محض محدثیت کہنا ترک فرمادیا بلکہ اپنی نبوت کا وہ مقام ظاہر کیا۔ جو اُمت محمدیہ میں کسی فرد اُمت کو حاصل نہیں ہوا۔ اور وجہ اس کی یہ بتائی ہے کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کا شرف جو نبی کہلانے کے لئے شرط ہے وہ کسی اور فرد اُمت کو حاصل نہیں ہوا۔ ہاں یہ درست ہے کہ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ تعریف نبوت میں تبدیلی ہوئی۔ اور مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے حوالوں سے انکار نبوت کے متعلق حجت پکڑنا جائز نہیں۔ اگر مولوی محمد علی صاحب ان امور کے متعلق صفائی نیّت سے بحث کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ تو انہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نبوت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ کے متعلق عرصہ ہوا اعلان فرما چکے ہیں۔

نہایت زبردست مطالبہ

مولوی محمد علی صاحب اگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ایسے عقائد کا یہ مفہوم لیں کہ ان سے تبدیلی دعویٰ نبوت لازم آتی ہے۔ تو یہ ان کی سوء فہمی ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ تفصیلی کیفیت یا حقیقت کے لحاظ سے آپ کے دعویٰ نبوت میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ یہ صرف ایک اجتہادی امر تھا کہ جس کیفیت دعویٰ پر نبوت کا لفظ اطلاق پا سکتا تھا۔ آپ اس پر نبوت کا لفظ بتاویل جزدی نبوت یا نبوت ناقصہ استعمال فرماتے رہے۔ اور جب اس بارہ میں آپ پر خدا کی طرف سے صریح نبی کہلانے کا اطلاق جائز ہونے کے متعلق انکشاف ہوگیا۔ تو آپ نے یہ تاویل ترک فرمادی اور پھر کبھی اپنی نبوت کو جزدی نبوت یا ناقصہ نبوت قرار نہ دیا۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اگر مولوی صاحب لفظی ہیر پھیر کو چھوڑ کر صرف ایک تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۱ء سے بعد کی پیش کردیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت کو جزدی نبوت یا نبوت ناقصہ قرار دیا ہو۔ تو نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہماری ساری بحث ختم ہوجاتی ہے مگر ہمارا یہ مطالبہ اتنا زبردست ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمنوا آج تک اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔ اور نہ انشاء اللہ آئندہ دے سکتے ہیں۔ (باقی)

قاضی محمد نذیر لائلپوری لیکچرار تعلیم الاسلام کالج قادیان

اقبالی مجرم "پرتاپ" اور حکومت

پنڈت دیانند جی بانئے آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش جیسی کتاب لکھ کر۔ اور اس میں ہادیان مذاہب کے خلاف نہایت دلآزار الفاظ استعمال کرکے اپنے پیروؤں کو ایسے غلط راستہ پر ڈال دیا ہے کہ وہ اُس راستہ کے غلط اور نقصان رساں ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اور ہادیان مذاہب کی عزت و توقیر کا خیال رکھنا ضروری سمجھتے ہوئے بھی اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ اور جب کبھی کوئی موقعہ آتا ہے ان کی زبان یا قلم سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں۔ جو دوسروں کے لئے نہایت ہی دل آزار اور تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ میں اس کی تازہ مثال میں اخبار "پرتاپ" کے وہ الفاظ پیش کرتا ہوں جو اس نے اپنے ۱۴ ستمبر ۱۹۴۲ء کے پرچہ میں لکھے ہیں۔ اور جو یہ ہیں :-

"مثل ہے کہ پہاڑ محمد کے پاس جانے کو تیار نہیں۔ تو محمد کو اس کے پاس جانا ہوگا۔ اس لئے قیاس کیا جارہا ہے کہ مسٹر چرچل مسٹر سٹالین سے مشورہ کرنے کے لئے لینن گراڈ گئے ہیں"

یہ ایک انگریزی مثل کا ترجمہ ہے۔ جو دشمنان اسلام کی خود ساختہ روایتوں پر مبنی ہے۔ اُسے اُردو کا لباس پہنا کر شائع کرنا اور یہ سمجھتے ہوئے شائع کرنا کہ مسلمان اسے کسی صورت میں بھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ اُسی عادت قبیحہ کا نتیجہ ہے۔ جو سوامی دیانند جی کی تقلید میں آریوں میں سرائیت کرچکی ہے۔ پھر یہ الفاظ ایک ایسے اخبار نے استعمال کئے ہیں۔ جسے نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مسلمانوں کی عقیدت اور اخلاص کا خوب اچھی طرح تجربہ ہے بلکہ وہ یہ بھی لکھ چکا ہے کہ :-

"اس بات پر مطلقاً کوئی اختلاف نہیں کہ ہادیان مذاہب اور دوسرے اُن اشخاص کے متعلق جنہیں کوئی جماعت قابل تعظیم سمجھتی ہو لکھتے اور بولتے ہوئے ہر ایک شخص کو پوری احتیاط سے کام لینا چاہئیے اسے نکتہ چینی کا حق ہے۔ لیکن وہ حق کا استعمال ایسے ہی پیرایہ میں کرسکتا ہے جو دوسروں کی دل آزاری کا باعث نہ ہو۔ اور اگر وہ کسی جماعت کی دل آزاری یا اُس کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا موجب بنتا ہے۔ تو وہ نہ صرف سوسائٹی بلکہ قانون وقت کے نزدیک بھی گنہگار ہے۔ بلکہ حکومت کو بھی اس سے مواخذہ کرنا چاہئیے" (پرتاپ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

ان الفاظ کو پڑھ کر کیا کوئی شخص یہ خیال کرسکتا ہے کہ جو اخبار یہ لکھ چکا ہے۔ اُسی میں اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی جاسکتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسی اخبار نے پہلے بھی کئی بار اور اب پھر اپنے پیش کردہ اصل کو خود فراموش کرکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جن سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مسلمان اخبارات نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس بارہ میں مواخذہ کرے۔

میں نے "پرتاپ" کا جو اقتباس اوپر پیش کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ "پرتاپ" ہادیان مذاہب کے متعلق اس اصل کو تسلیم کرتا ہے کہ لکھتے اور بولتے ہوئے ہر شخص کو ان کے متعلق پوری احتیاط سے کام لینا چاہئیے اور زیادہ سے زیادہ نکتہ چینی کا حق دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ اس حق کو ایسے پیرایہ میں استعمال کرنا چاہئیے کہ دوسروں کی دل آزاری کا باعث نہ ہو۔ لیکن افسوس کہ اس نے خود ذرہ بھر بھی احتیاط نہیں کی۔ اول تو اس نے کسی نکتہ چینی کے سلسلہ میں مذکورہ بالا الفاظ نہیں لکھے بلکہ خواہ مخواہ اور بلا ضرورت انہیں استعمال کیا ہے۔ دوسرے یہ احتیاط نہیں کی کہ اس کے الفاظ مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث نہ ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں "پرتاپ" کے خلاف غم و غصہ کے جذبات پیدا ہورہے ہیں۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ حکومت "پرتاپ" کی رائے پر ہی عمل کرتی ہوئی اس کی طرف متوجہ ہو۔ "پرتاپ" کی رائے جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے پیشوا کے خلاف دلآزار الفاظ استعمال کرکے دل آزاری کا باعث بنتا ہے۔ اور مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے۔ تو وہ نہ صرف سوسائٹی بلکہ قانون وقت کے نزدیک بھی گنہگار ہے۔ بلکہ حکومت کو بھی اس سے مواخذہ کرنا چاہئیے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ "پرتاپ" نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بے احتیاطی سے کام لیا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس بے احتیاطی کے نتیجہ میں مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے اور ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔ پس "پرتاپ" اپنے الفاظ کی رو سے خود گنہگار ثابت ہوگیا۔ اور اس کے نزدیک ضروری ہوگیا کہ حکومت بھی اس سے مواخذہ کرے اب دیکھنا یہ ہے کہ "پرتاپ" خود اپنے جرم کا اقرار کرتا ہوا۔ اس کی خود تجویز کردہ سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے یا اس بارے میں اس نے حکومت کا جو فرض قرار دیا ہے اُسے ادا کرانا پڑتا ہے۔ (حکیم عبدالعزیز خاں مالک طبیہ کارخانہ قادیان)

ہمارا کام

310

مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام نوجوانان احمدیت میں عملی روح کے استوار کرنے کی غرض سے ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر وہ اپنے اراکین کے لئے ایک عملی پروگرام پیش کرتی ہے لیکن "کوئی نیا پروگرام تمہارے لئے جائز نہیں پروگرام تحریک جدید کا ہی ہوگا اور تم تحریک جدید کے والنٹیر ہوگے تمہارا فرض ہوگا کہ تم اپنے ہاتھ سے کام کرو۔ تم سادہ زندگی بسر کرو۔ تم دین کی تعلیم دو۔ تم نمازوں کی پابندی کی نمازوں میں عادت پیدا کرو۔ تم تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرو۔۔۔ ان کا یہ کام ہوگا کہ وہ سلسلہ کا لٹریچر پڑھیں۔ نوجوانوں کو دینی اسباق دیں۔۔۔۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھنے کے لئے کہا جائے۔ اور پھر ان کا امتحان لیا جائے۔ اسی طرح وہ خدمت خلق کا کام کریں"

حضور کی ان ہدایات اور ان کے علاوہ دیگر ارشادات کی روشنی میں مجلس کے کام کو مختلف عنوانوں کے ماتحت مختلف شعبہ جات میں تقسیم کردیا گیا ہے چنانچہ اس جگہ خدام کی ان خدمات سے متعلق حضور کے ارشادات کو پیش کیا جاتا ہے۔ جو خدمات صرف اراکین مجلس کے کام سے متعلق ہیں۔ نہ کہ مجلس کے دیگر انتظامات سے جن کا تعلق ہے۔

شعبہ تجنید:- "خدام الاحمدیہ میں داخل ہو اور اس کے مقرر کردہ پروگرام کے ماتحت کام کرنا۔ ایک اسلامی فوج تیار کرنا ہے"

شعبہ خدمت خلق:- "وہ لوگ جو خدمت خلق کو اپنا مقصود قرار دیتے ہیں وہی ہر قسم کی عزت کے مستحق ہیں"

شعبہ وقار عمل:- "ایک تو کام کرنے کی عادت پیدا کی جائے۔ اور دوسرے کسی کام کو ذلیل نہ سمجھا جائے"

شعبہ تربیت و اصلاح:- "جس قدر اچھے اخلاق ہیں وہ سب اپنے اندر پیدا کرو"

شعبہ تعلیم:- "خدام کو تعلیم عام کرنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئیے"

شعبہ تبلیغ:- "تم تبلیغ کیلئے اوقات وقف کرو"

شعبہ ذہانت و صحت جسمانی:- "نوجوانوں کو ذہین بنانے کی کوشش کی جائے۔۔۔۔۔ انسانی صحت دماغ پر خاص اثر کرتی ہے"

شعبہ ایثار و استقلال:- "کسی ایک کام کا بھی باقاعدگی کے ساتھ کرنا۔ انسان کے اندر استقلال کا مادہ پیدا کردیتا ہے"

چنانچہ یہ وہ کام ہیں جو ہم خدام کے سپرد ہیں جن کی اہمیت حضور کے الفاظ میں عرض ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کنٹرول کے معنی ہیں

مال پیدا کرنے والے کے لئے مناسب بچت۔ دوکاندار کے لئے مناسب نفع۔ اور آپ کے لئے مناسب قیمتیں

311

اُونی کپڑے پر کنٹرول

زیادہ ذخیرے نکل آئے

کچھ عرصے پہلے تک ہندوستان کی تمام اونی کپڑے کی پیداوار ہماری فوج ہوائی بیڑے اور بحری بیڑے کے کام آجاتی تھی۔ غیر فوجی آبادی میں اونی کپڑے کی زبردست کمی ہو گئی تھی۔ اب انڈین وُولن کنٹرول آرڈر ۱۹۴۴ء کی بدولت صورت حال بدل گئی ہے۔

ذیل کی باتیں عمل میں لائی گئی ہیں :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۔ اُونی کپڑے کے کارخانوں کی ۲۵ فیصدی پیداوار عام ضروریات کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے۔

۲۔ یہ سامان شمالی ہندوستان کے خاص خاص شہروں میں حکومت کے منظور کئے ہوئے۔۔ دوکانداروں کے ذریعے کنٹرول کی ہوئی قیمتوں پر فروخت ہوتا ہے۔

۳۔ ہر منظور شدہ دوکاندار کے لئے اپنے اُونی سامان اور قیمتوں کی ایک فہرست نمایاں طور پر لگانا ضروری ہے۔

۴۔ کسی شخص کو اپنے لئے سال بھر میں نیچے لکھی ہوئی مقدار سے زیادہ اونی سامان خریدنے کی اجازت نہیں تاکہ سامان سب کے لئے کافی ہو سکے۔

چھ پونڈ بنتے کا اون۔ ایک کُل اور یا جرسی یا سویٹر۔ ایک جمپر یا اگوبند۔ ایک اونی شال۔ ایک کمبل یا دُھسہ۔ دھیو۔ ہر گز شوٹ کا کپڑا ۵۴ انچ عرض والا۔ ۵ گز سوٹ کا کپڑا ۲۷ انچ عرض والا۔

۵۔ کپڑے کی جن قیمتوں پر کنٹرول لگایا گیا ہے اُن سب کے نمونے جن پر قیمتیں درج ہیں ہر منظور شدہ دوکاندار کے پاس موجود ہوتے ہیں۔ خریدنے سے پہلے نمونے اور قیمتیں مانگ کر دیکھئے۔

یہ حکم سراسر آپ ہی کے فائدے کے لئے نافذ کیا گیا ہے۔ اس کے قاعدوں کی پوری طرح پابندی کیجئے اور اسے کامیاب بنائیے۔ دوکانداروں کی ایک فہرست "ڈون کنٹرول پرائس لسٹ" میں درج ہے جو مینجر گورنمنٹ پبلیکیشنز دہلی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ قیمت ایک آنہ مع محصول ڈاک۔

حالات سے باخبر رہیئے

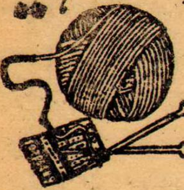

اپنے حقوق طلب کیجئے

جائز شکایتیں اپنے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بھیجئے جسے بہت وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ یاد رکھئے کہ اوپر بیان کی ہوئی مقدار سے زیادہ خریدنا جرم ہے جس پر سزا ہو سکتی ہے۔

محکمہ انڈسٹریز اینڈ سول سپلائیز نے شائع کیا

AAA1216

کوہیما کی داستان

تو جیکے آدمی چنڈون کو پار کر آئے۔ اور آہستہ آہستہ چھپتے چھپاتے کوہ جیبو اور ناگا کی پہاڑیوں تک پہنچ گئے۔ انہوں نے کوہیما کے ارد گرد چند چوٹیوں پر قبضہ کر لیا۔ ناگا لوگ اپنے گاؤں سے باہر نکال دیئے گئے۔ اُن کے گھر جلا دیئے گئے جھونپڑیاں مسمار کر دی گئیں۔ اُن کے جانور، مرغی خانے اور فصلیں لوٹ لی گئیں۔

یہ جاپانیوں کے بقول ہندوستان پر چڑھائی تھی۔

حالات تیزی سے بڑھتے گئے۔ آپ کو یہ نام یاد ہوں گے: جیسی کی پہاڑیاں، جی پی ٹی چوٹی، ایف۔ ایس۔ ڈی چوٹی، بیکری اور ڈپٹی کمشنر کا بنگلہ۔ یہ بڑی سخت لڑائی تھی۔

مگر ہمارے آدمیوں نے، دشمن کی کہیں بھاری تعداد کے مقابلے میں، نہ صرف حملے کو روک دیا بلکہ آخر کار غنیم کو کچل کر ایک زبردست فتح حاصل کر دکھائی۔

یہ تھی کوہیما کی داستان۔ اس جگہ ہمارے نوجوانوں نے ثابت کر دیا کہ

ہم جاپانیوں کو ہرا سکتے ہیں۔ اور ہرا رہے ہیں۔

قومی جنگی محاذ نے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

مدراس ۲۹ ؍ اکتوبر۔ حکومت ہند نے مدراس گورنمنٹ کو پنجاب سے دس ہزار ٹن چاول برآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

کراچی ۲۹ ؍ اکتوبر۔ امریکہ میں بین الاقوامی تجارتی کانفرنس میں شریک ہونے والے ہندوستانی وفد کو کراچی کے سوداگروں نے پرجوش الوداع کہی

برلن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ ایک جرمن اعلان میں بتایا گیا ہے کہ اتحادی آئس لینڈ کے جنوب میں اتر گئے ہیں

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ برطانوی پارلیمنٹ میں ایک لیبر ممبر مسٹر چرچل سے یہ سوال دریافت کریں گے کہ ہندوستان میں روس کی نمائندگی کے متعلق کیا کارروائی کی گئی ہے۔ کیا اس ضمن میں فوری قدم اٹھایا جائے گا۔؟

اوندھ ۲۹ ؍ اکتوبر۔ ریاست اوندھ میں پھانسی کی سزا منسوخ کر دی گئی ہے۔ راجہ صاحب اوندھ نے اپنی ۷۱ ویں سالگرہ کے موقع پر اس امر کا اعلان کیا

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ سمندر پار جرمن نیوز ایجنسی سے ایک بیان نشر کیا گیا ہے کہ سپین کی سرزمین پر باقاعدہ لڑائی چھڑ گئی ہے۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ جنرل شنگس برگ کمانڈر انچیف جرمن ۲ آرمی کور اور سابق چیف آف جرمن ملٹری مشن صوفیہ روسی بمبار ہوائی جہاز کے حملے سے ہلاک ہو گیا۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ ٹوکیو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ دوسرے جارحانہ حملہ کی توقع میں جاپانی بیڑہ دوبارہ منظم ہو گیا ہے۔ رائٹر کے سپیشل نامہ نگار کے بیان کے مطابق جاپانی بیڑے کا ایک حصہ غالباً سنگاپور اور دوسرا شمال سے آیا تھا۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ یہ یقین کیا جا رہا ہے کہ پارلیمنٹ برطانیہ کا جنرل انتخاب آئندہ موسم گرما میں ہو گا۔

لنڈن ۲۹۔ اکتوبر۔ روس کے شمالی محاذ سے آمدہ اطلاعات سے معلومات ہوتا ہے کہ روس اور جرمنی کی فوجی طاقتوں کا مقابلہ اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکا ہے۔ ماسکو سے آمدہ ایک اطلاع سے ظاہر ہے کہ روسی فوجیں مشرقی پرشیا اور چند دیگر محاذوں میں ایک خفیہ ہتھیار استعمال کر رہی ہیں جو جرمن دفاعی مورچوں اور جرمن مقبوضہ شہروں میں تباہی مچا رہا ہے۔

واشنگٹن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ "فورچین" نامی میگزین کے ایک مضمون سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ کے ذمہ ہندوستان کا قرضہ چار ارب پونڈ (۶۰ ارب روپیہ) تک پہنچ گیا ہے۔

قاہرہ ۲۹ ؍ اکتوبر۔ خواتین عرب کی ایک کانفرنس ۱۵ ؍ دسمبر کو بمقام قاہرہ منعقد ہو گی۔ فلسطین۔ شرق اردن شام۔ لبنان۔ عراق۔ طرابلس۔ ٹیونس۔ الجیریا۔ اور مراکش سے مندوب تک کی خواتین شمولیت کے لئے آئیں گی۔ کانفرنس کا مقصد خواتین عرب کا معیار زندگی بلند کرنا۔ بچوں کی تربیت اور عورتوں کو پارلیمنٹ کی ممبری کا حق دینا ہو گا۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ ایک ہزار سے زیادہ نوجوان شادی شدہ عورتیں اس ہفتہ مسٹر چرچل وزیر اعظم برطانیہ کو عرضداشت بھیجنے والی ہیں۔ کہ دور دراز کے علاقوں میں شادی شدہ فوجیوں کی مسلسل ملازمت تین سال سے زیادہ نہ ہو۔

بمبئی ۲۹ ؍ اکتوبر۔ حکومت بمبئی نے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (ڈاکٹری) کا معیار بلند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں نصاب کو بلند کرنے کے لئے ایک کمیٹی بھی مقرر کر دی گئی ہے۔

فلاڈلفیا ۲۹ ؍ اکتوبر۔ صدر روزویلٹ نے یہاں ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ دنیا کی تمام بحری طاقتوں کے مقابلہ میں امریکہ کی بحری طاقت بڑی ہے۔ اور جب میں تمام بحری طاقتیں کہتا ہوں۔ تو اس میں وہ طاقت بھی شامل ہے۔ جسے صرف تین دن ہوئے جاپانی بیڑا کہا جاتا تھا۔ یہ ایک شاندار کامیابی ہے۔ کہ پانچ ماہ سے بھی کم عرصہ میں ہم یورپ اور فلپائن دونوں جگہ بڑے بڑے جارحانہ اقدامات کر سکتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں کے درمیان ۱۲ ہزار میل کا فاصلہ ہے۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ ڈیلی میرر کو سوئٹزرلینڈ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ۲۰ ؍ جولائی کو برلن میں ہٹلر پر حملے کے سلسلے میں جو جرمن گرفتار ہوئے۔ اور بعد میں انہیں موت کی سزا دی گئی۔ ان کی بیویاں بچے۔ والدین اور بھائی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اور بعض حالتوں میں تو سزائے موت پانے والے جرمن افسروں کے دوست اور ملنے والے بھی گولیوں سے اڑا دیئے گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ بے شمار جرمن سویلین افسروں کو بھی سزائیں دی گئیں۔

بغداد ۲۹ ؍ اکتوبر۔ عراق میں ۳۲۰۰ سکول کی کتابیں یومیہ تقسیم کر دینے کے حساب سے ستر لاکھ سے زیادہ کتابیں تقسیم کی گئی ہیں۔ عراقی وزارت تعلیم نے اپنی نوعیت کی سب سے بڑی سکیم پر عملدرآمد کیا ہے۔

نیویارک ۲۹ ؍ اکتوبر۔ چینی ہائی کمان کے بیان کے مطابق جاپانی فوجوں نے کوانگسی صوبہ کی راجدھانی بنگیان جو کوئیلن سے ۱۱۰ میل مشرق میں رسل و رسائل کا اہم مرکز ہے۔ قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ بحیرہ روم کے اتحادی ہیڈکوارٹروں کا اعلان مظہر ہے۔ کہ روڈز کے شمال مغرب میں واقع جزیرہ پسکوپی پر اتحادیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔

واشنگٹن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ جاپانی وزارت کو بڑی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ گزشتہ دنوں فلپائن کی لڑائی میں جاپان کو جو شکست ہوئی ہے۔ اس نے موجودہ وزیر اعظم جاپان کی کیفیت پر بہت برا اثر ڈالا ہے۔ اور اسے مشورہ دینے کے لئے ایک بورڈ مقرر کر دیا گیا ہے۔ واشنگٹن میں یہ افواہ گرم ہے کہ موجودہ وزارت بہت جلد تبدیل کر دی جائے گی۔ اور ایک ایسے شخص کو وزیر مقرر کیا جائے گا۔ جو جرمنی کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کے خلاف تھا۔

واشنگٹن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ جزیرہ لیٹے میں کیری گارا اور تین اور شہروں پر امریکن فوجوں نے قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ مغربی محاذ پر جرمنی کے لاکھوں سپاہی کٹ رہے ہیں۔ جرمنوں نے فوج میں سولہ سولہ سال کے لڑکے بھرتی کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

ماسکو ۲۹ ؍ اکتوبر۔ یوگوسلاویہ میں روسی فوجوں نے کافی ترقی کی ہے۔ محب وطن دستے بھی کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ چیکوسلواکیہ میں ساتھ اور ہنگری میں چالیس بستیوں کو آزاد کرا لیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ کل چودہ سو سے زیادہ انگریزی ہوائی جہازوں نے کولون پر بمباری کی۔ چار گھنٹے کے بعد جب ہمارا دوسرا دستہ حملہ کرنے کے لئے گیا۔ تو اس نے دیکھا کہ جگہ جگہ آگ بھڑک رہی ہے۔ امریکی جہازوں نے بھی کئی مقامات پر حملے کئے۔

لنڈن ۲۹ ؍ اکتوبر۔ جنوبی ہالینڈ سے جرمن اپنی فوجیں پیچھے ہٹا رہے ہیں۔

ماسکو ۲۹ ؍ اکتوبر۔ ریڈیو پر اعلان کیا گیا ہے کہ روس۔ برطانیہ۔ امریکہ اور بلغاریہ میں عارضی

آنکھوں کا اثر عام صحت پر

آنکھوں کی بیماریاں نظر سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ درد سر کے مریض۔ سستی کا شکار۔ اور اعصابی تکلیفوں کا نشانہ بننے والے لوگ آنکھوں کے مریض ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو "سرمہ ممیرا خاص" استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ ۱؍ چھ ماشہ ۸؍ تین ماشہ ۱۲؍

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

وہاں بھی وہ موجود تھے

دو دن میں دو انعام پائے — اراکان میں ایک صوبیدار کی کارگزاریاں

راولپنڈی کا رہنے والا صوبیدار کریم خان جاپانیوں کے خلاف ایک لڑنے والے گشتی دستے کو لے کر گیا۔ دشمن کے آدمی مورچہ بندی کے لئے خندق کھود رہے تھے۔ اور بارہ آدمیوں کی ایک گارد ان کی حفاظت کے لئے تعینات تھی۔ "چارج" (حملہ کرو) پکارتے ہی بارہ کے بارہ آدمی اپنے ساتھیوں کو بے بس چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

صوبیدار نے سامان سے لدے ہوئے چودہ خچران سے چھین لئے۔ اس دلچسپ کارگزاری پر کریم خان کو آئی۔ ڈی۔ ایس۔ ایم نامی تمغہ ملا۔ اس سے ایک ہی دن پہلے اس کا ذکر نمایاں کارگزاری کی رپورٹ میں کیا جا چکا تھا۔ دو دن میں دو انعام غالباً ایک بے نظیر واقعہ ہے۔

آپ بھی ان جیسے آدمیوں کے ساتھ کام کرنا چاہیں تو ہندوستانی فوج میں شامل ہونے کے متعلق کسی بھرتی دفتر سے مفصل معلومات حاصل کیجئے

سرخ پنسل کا نشان کے معنی: جن خریداران الفضل کا چندہ ۳۰ ؍ نومبر ۱۹۴۴ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کی اطلاع کیلئے ان کی چٹوں پر سرخ پنسل کا نشان لگایا جا رہا ہے۔ احباب فوراً بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال فرما دیں۔ یا وی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں جواب کے پہنچنے میں اس تاریخ (منیجر)